اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اولاد کی روحانی واخلاقی تربیت کا تحقیقی مطالعہ

Research Study about Spiritual and Moral Training of Children in the light of Islamic Teachings

*محمد رفاقت علی

**حافظ محمد نوید

ABSTRACT

During the training, the parents should not blame a child for any wrongdoing and should not be given a bad title. His wrongdoing should be criticized but his self-esteem should not be harmed. Go this should be done without waiting for a suitable opportunity to point out the shortcomings or mistakes of the child as a whole without naming and addressing him. On the one hand, the wrongdoer realizes himself and abandons it, and he does not even realize that this is being said specifically to him. Second, all other children are also warned. Yes, if the individual warning is better, it should be done in isolation in a positive way. It is a place of spiritual training after physical development. Although spiritual training is a moral right, it has a higher status than a legal right because it will enable him to become a real human being and will make him a useful member of society. The article under review is written to illustrate the importance of this training.

KEYWORDS:

Parents, Children, Islamic Teachings, Children's Training

والدین کی گردن پر جو عظیم ذمہ داری ہے وہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اولاد کی تربیت اور معاشرے کو اچھے اور نیک افراد پیش کرنا ہے۔ اولاد والدین کے پاس اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت اور امانت ہے اور اس امانت کے بارے میں قیامت کے دن والدین سے سوال ہو گا۔ اگر امانتداری کا لحاظ رکھا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام کے مستحق ہوں گے اور اگر اس امانت میں خیانت کی ہیں تو سزا کے مستحق ہوں گے۔ والدین کی سب سے عظیم ذمہ داری اولاد کی تربیت ہے اور یہ ذمہ داری والدین کے لئے اس وقت ممکن ہے جب اولاد اور والدین کے درمیان پیار، محبت اور الفت کا رشتہ قائم ہو۔ لیکن اگر ان کے درمیان یہ رشتہ برقرار نہ ہو یا کمزور ہو یا ان کے درمیان صرف مادیات کی بنیاد پر رشتہ

---

* پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، کراچی

** پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، گجرات یونیورسٹی، گجرات

قائم ہو تو ایسی صورت میں تربیت کی یہ عظیم ذمہ داری ادا نہیں ہو گی۔ اسی طرح تربیت کی اس عظیم ذمہ داری کا حق ادا کرنے کے لئے ایک مضبوط اور مثالی خاندان کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اولاد کی تربیت خاندان میں ہوتی ہے اگر خاندان کے افراد خصوصاً والدین کے درمیان رشتے کی بنیاد مضبوط اور پیار و محبت پر ہو تو ایسے خاندانوں میں اولاد کی تربیت بھی اچھی ہو گی اور اگر خاندان کے افراد کے درمیان محبت و الفت نہ ہو بلکہ بار بار لڑائی جھگڑا ہوتا ہو اور والدین ایک دوسرے کے احترام کے قائل نہ ہوں تو یہ حالات اولاد کی تربیت پر بہت اثر انداز ہوتی ہیں۔ اور ایک مثالی خاندان کی تشکیل کے لئے ہمسر کے انتخاب کے وقت ان باتوں کا خیال رکھنا ہو گا جن کی طرف اسلام نے اشارہ کیا ہے۔ روحانی اور اخلاقی لحاظ سے بھی اولاد کی تربیت کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اولاد کو حقیقی انسان اسی تربیت سے بنایا جاسکتا ہے اور اسی تربیت کی وجہ سے وہ معاشرے کے مفید افراد بن سکتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں جہاں جسمانی و معاشرتی تربیت پر زور دیا گیا ہے وہیں اخلاقی و روحانی تربیت کی طرف توجہ بھی مبذول کرائی گئی ہے۔ زیر نظر مضمون تربیت کی اسی پر روشنی ڈالنے کے لیے لکھا گیا ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بچوں کی روحانی اور اخلاقی تربیت

جسمانی نشوونما کے بعد روحانی تربیت کا مقام ہے۔ روحانی تربیت اگرچہ اخلاقی حق ہے لیکن اس کا درجہ قانونی حق سے زیادہ ہے کیونکہ اسی تربیت سے وہ حقیقی طور پر انسان بن سکے گا اور اسی سے وہ معاشرے کا مفید فرد قرار پائے گا۔ اس حوالہ سے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ [1]

"بچے کے لیے والد کی طرف سے اچھے ادب سے بڑھ کر کوئی بھی عمدہ تحفہ نہیں ہے"

اس حوالے سے مزید ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«مَنْ آوَى يَتِيمًا إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ، أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ، وَمَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ أَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْأَخَوَاتِ، فَأَدَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ حَتَّى يُغْنِيَهُنَّ اللَّهُ، أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ الْجَنَّةَ»، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوِ اثْنَتَيْنِ؟ قَالَ: أَوِ اثْنَتَيْنِ، حَتَّى لَوْ قَالُوا وَوَاحِدَةً، لَقَالَ: وَاحِدَةً. [2]

"جس نے کسی یتیم کو کھانے اور پینے میں اپنے ساتھ کھلایا اور پلایا، اللہ تعالی اس کے لیے یقینی طور پر جنت لازم کر دے گا (سوائے اس کے وہ ایسا گناہ کرے جس کی بخشش نہ ہوتی ہو)، جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی یا تین بہنوں کی پرورش کی، ان کو اچھا ادب سکھایا یا ان پر رحم کھایا حتی کہ اللہ تعالی نے اسے بے نیاز کر دیا تو اللہ تعالی اس کے لیے جنت لازم کر دے گا۔ ایک آدمی نے

عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر دو ہوں تو۔ فرمایا چاہے دو ہوں۔ حتی کہ اگر لوگ ایک (بیٹی یا بہن) کا سوال کرتے تو یہی جواب ملتا۔"

بچوں کی روحانی تربیت کی ترغیب دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أكرموا أولادكم وأحسنوا أدبهم۔ [3]

"اپنی اولاد کی عزت کرو اور انہیں اچھا ادب سکھاؤ۔"

روحانی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کے دلوں میں نبی اکرم ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کی اطاعت کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ اس حوالہ سے نبی اکرم ﷺ ک ارشاد گرامی ہے:

ادبوا أولادكم على ثلاث خصال :حب نبيكم وحب اهل بيته وقراءة القرآن۔ [4]

"اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھلاؤ: اپنے نبی ﷺ کی محبت، نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت کی محبت اور قرآن کریم کی تلاوت۔"

بچے جب گفتگو کرنا شروع کریں تو سب سے پہلے انہیں کلمہ طیبہ سکھلائیں اور اس کے ننھے سے دماغ میں اس کا مطلب بھی پختہ کریں کہ یہ کلمہ ہی اسلام کی بنیاد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

افتحوا على صبانكم اول كلمة بلا إله الا الله [5]

"بچہ جب بولنا شروع کرے تو اسے سب سے پہلے "لا الہ الا اللہ" سکھاؤ۔"

اس حوالہ سے آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا:

إِذَا أَفْصَحَ أَوْلَادُكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ثُمَّ لَا تُبَالُوا مَتَى مَاتُوا [6]

"جب تمہاری اولاد بولنا شروع کرے تو اسے "لا الہ الا اللہ" سکھاؤ تو پھر ان کی موت آنے تک فکر نہ کرو۔"

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْصَحَ الْغُلَامُ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَّمَهُ هَذِهِ الْآيَةَ: "وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّه شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّه وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا"[7]۔ [8]

"جب حضرت عبد المطلب کی اولاد میں سے کوئی بچہ پیدا ہوتا تو حضور ﷺ اسے یہ آیت سکھلاتے "وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا۔"

بچوں کو وضو کا طریقہ سکھلانا بھی روحانی اور اخلاقی تربیت کا حصہ ہے۔ ماں جب وضو کرے تو بچوں کے سامنے وضو کرے تاکہ بچے ماں کو دیکھ کر وضو کا طریقہ سیکھیں۔ کیونکہ عملی کام بچے جلدی سیکھ جاتے ہیں۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ وضو کے لیے پانی لے کر آئیں تو میں نے آپ کی خدمت میں پانی حاضر کر دیا۔ آپ نے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا۔ اس کے بعد تین دفعہ کلی فرمائی اور تین دفعہ ناک میں پانی ڈالا۔ اس کے بعد آپ نے تین دفعہ منہ کو دھویا۔ پھر آپ نے دائیں ہاتھ کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر بائیں ہاتھ کو اسی طرح دھویا۔ پھر سر مبارک پر ایک دفعہ مسح فرمایا۔ اس کے بعد دائیں پاوں کو ٹخنوں تک تین مرتبہ دھویا۔ پھر اسی طرح بائیں پاؤں کو دھویا۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر دوبارہ پانی لانے کا حکم دیا۔ میں وہ برتن حاضر کر دیا جس میں وضو کا پانی بچا ہوا تھا تو آپ نے کھڑے کھڑے ہی اس سے پانی پی لیا۔ میں حیران ہوا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: حیران نہ ہوں کیونکہ میں نے آپ کے نانا جان کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے جیسے آپ مجھے وضو کرتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ اسی طرح وضو فرماتے تھے اور وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیتے تھے۔[9]

ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو دائیں ہاتھ سے کام کرنے آداب سکھلائیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے دائیں ہاتھ کام کرنے کو نہ صرف پسند فرمایا ہے بلکہ اس کا حکم بھی دیا ہے۔ لہذا اپنے بچوں کو کھانے، پینے، لکھنے، کوئی چیز لینے اور خیر کے تمام کاموں میں دائیں ہاتھ سے کام کرنے کی ترغیب دینی چاہیے۔ سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں:

انَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ[10]

"نبی کریم ﷺ جہاں تک ممکن ہو تا پاکی حاصل کرنے میں، جوتا پہننے اور کنگھا کرنے میں داہنی طرف سے ابتداء کرتے۔"

سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ يَأْخُذُ بِيَمِينِهِ، وَيُعْطِي بِيَمِينِهِ، وَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي جَمِيعِ أَمْرِهِ[11]

"نبی اکرم ﷺ دائیں کے استعمال کو پسند فرماتے تھے۔ دائیں ہاتھ سے آپ ﷺ لیتے، دائیں ہاتھ سے دیتے اور تمام کاموں میں دائیں ہاتھ کا استعمال ہی پسند فرماتے تھے۔"

اسی حوالے سے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ "[12]

"جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے لگے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پینے لگے تو دائیں ہاتھ سے پیئے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔"

اس پس منظر سے ثابت ہوتا ہے کہ دائیں ہاتھ سے ابتداء کرنا نبی اکرم ﷺ کا پسندیدہ عمل ہے۔ لہذا اپنے بچوں کو دائیں سے ابتداء کرنے کی ترغیب دینی چاہیے اور انہیں پابند بنایا جائے کہ وہ روزمرہ کے کاموں دائیں ہاتھ سے ہی ابتداء کریں۔ والدہ کی ذمہ داری میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ اپنے بچوں کو پانی پینے کے آداب بھی سکھائے۔ پانی پینے کے آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ پہلے بسم اللہ پڑھی جائے۔ حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا غُلَامُ، سَمِّ اللَّهَ [13]

"نبی اکرم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: اے بیٹا پہلے بسم اللہ پڑھ لیں۔"

پانی پینے کا ایک ادب یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے پیا جائے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ "[14]

"جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے لگے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پینے لگے تو دائیں ہاتھ سے پیئے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔"

پانی پینے کا تیسرا ادب یہ ہے کہ بیٹھ کر پیا جائے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا [15]

"نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔"

چوتھا ادب یہ ہے کہ پانی تین سانسوں میں پیا جائے۔ سارا پانی ایک سانس میں پینے گریز کرنا چاہیے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا۔ [16]

"نبی اکرم ﷺ تین سانسوں میں پانی پیتے تھے۔"

اسی حوالہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَشْرَبُوا وَاحِدًا كَشُرْبِ البَعِيرِ، وَلَكِنْ اشْرَبُوا مَثْنَى وَثُلَاثَ، وَسَمُّوا إِذَا أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ، وَاحْمَدُوا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ[17]

"تم اونٹ کی مانند ایک ہی سانس میں پانی نہ پی جاؤ، لیکن دو یا تین مرتبہ سانس لے کر پانی پیو، پانی پیتے وقت پر بسم اللہ اور فراغ ہو کر الحمد للہ پڑھو۔"

پانی پیتے وقت پانی میں پھونک مارنے سے احتیاط کرنی چاہیے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشُّرْبِ. فَقَالَ رَجُلٌ: الْقَذَاةُ أَرَاهَا فِي الإِنَاءِ؟ قَالَ: أَهْرِقْهَا، [18]

"نبی اکرم ﷺ نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ ایک آدمی نے عرض کیا کہ اگر میں برتن میں کوئی تنکا دیکھوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسے گرا دو۔"

پانی پیتے ہوئے پانی میں سانس نہیں لینا چاہیے بلکہ سانس لینے کے لیے برتن کو اپنے منہ دور کریں پھر سانس لیں۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الإِنَاءِ. [19]

"جب تم میں سے کوئی پانی پئے تو برتن میں سانس نہ لے۔"

پانی پینے کے بعد الحمد للہ کہنا چاہیے۔ جیسا کہ اوپر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں گزر چکا ہے۔

اس پس منظر سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی پینے کے جو آداب نبی اکرم ﷺ سے منقول ہیں والدہ وہ آداب اپنے بچوں کو بھی سکھائے۔ بچوں کی شخصیت کی تعمیر میں کھانے پینے کی ابتدائی تربیت بہت زیادہ عمل دخل ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ والدین بچوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق کھانے پینے کے آداب سے واقفیت کروائیں۔ کھانا کھاتے ہوئے اگر بچہ مہذب طریقہ اختیار نہ کرتے تو ایسی صورت میں والدین بچے کو نرم لہجے میں سمجھائیں۔ کھانا کھانے کے چند آداب ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ کھانا کھانے سے قبل اور بعد میں اپنے ہاتھوں کو دھویا جائے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ [20]

"کھانے سے قبل اور بعد میں ہاتھوں کو دھونا برکت کا باعث ہے۔"

لیکن یاد رہے کہ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کے بعد کسی کپڑے سے صاف نہیں کرنے چاہیے جبکہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر کپڑے سے صاف کیے جاسکتے ہیں۔

کھانے کا ایک ادب یہ ہے دو زانوں یا چار زانوں بیٹھ کر کھانا کھا چاہیے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بعثني النبيَّ -صلَّى الله عليه وسلم- فرجعتُ إليه فوجدتُه يأكُلُ تمراً وهو مُقْعٍ [21]

"نبی اکرم ﷺ نے مجھے ایک کام بھیجا جب میں واپس حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو دو زانوں ہو کر کھجوریں کھاتے ہوئے دیکھا۔"

کھانے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ اپنے سامنے سے کھانا چاہیے۔ حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا غُلَامُ، سَمِّ اللَّهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ» فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ. [22]

"میں بچپن میں نبی اکرم ﷺ کے زیر کفالت تھا، میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف چلتا رہتا تھا، نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: اے بیٹے! بسم پڑھیں، اپنے دائیں ہاتھ سے کھائیں اور اپنے سامنے سے کھائیں۔ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی طرح کھاتا ہوں۔"

کھانے کے دوران ٹیک نہ لگانا بھی کھانے کے آداب میں شامل ہے۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَمَّا أَنَا فَلَا آكُلُ مُتَّكِئًا. [23]

"میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا ہوں۔"

ایک ادب یہ ہے کہ کھانا بیٹھ کر کھایا جائے۔ کھانے کے دوران کھڑا ہونے سے احتراز کیا جائے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا[24]

"نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔"

والدین کی ذمہ داری میں شامل ہے کہ وہ اپنے بچوں کو کھانے کے یہ اسلامی طریقے سکھائیں تاکہ بچے بڑے ہو کر انہی طریقوں کے مطابق کھانا تناول کریں۔ نیند انسانی فطرت کا ایک حصہ ہے۔ دین اسلام نے نیند کے آداب بھی بیان کیے ہیں۔ لہذا والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو نیند کے آداب بھی سکھائیں۔ بستر پر لیٹنے سے پہلے اس کو جھاڑ لینا چاہیے۔ سونے کا ایک ادب یہ ہے کہ دائیں کروٹ پر دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر سویا جائے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ. [25]

"نبی اکرم ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو دائیں کروٹ پر سوتے تھے۔"

سونے سے قبل مسنون دعائیں بچوں کو سکھائی جائیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ، وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا». [26]

"نبی اکرم ﷺ رات کو جب خواب گاہ کی طرف جاتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور فرماتے: اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ سوتا اور جاگتا ہوں۔"

بچوں کو چھینک مارنے کے آداب سے بھی روشناس کرانا والدہ کی ذمہ داری ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَإِذَا قَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَلْيَقُلْ يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔ [27]

"جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو وہ "الحمد للہ" کہے اس کا بھائی یا ساتھی "یر حمک اللہ" کہے، جب ساتھی "يَرْحَمُكَ اللَّهُ" کہے تو چھینک مارنے والا "يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" کہے۔"

کسی بھی مجلس کے آداب سکھلانا بھی والدین کی ذمہ داری ہے۔ تاکہ ان کے بچے جس مجلس میں بھی جائیں وہاں مودب ہو کر رہیں۔ مجلس میں جہاں جگہ ملے وہی بیٹھ جائیں، تاخیر سے آنے کی صورت میں لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كنَّا إذا أتينا النبي -صلى الله عليه وسلم- جلَسَ أحدُنا حيثُ ينتهي.[28]

"جب ہم نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو جہاں مجلس ختم ہو رہی ہوتی وہیں بیٹھ جاتے۔"

والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو بڑوں کا ادب سکھائیں۔ اس مقصد کے لیے اُن کے ساتھ ہمیشہ نرم لہجے میں بات کی جائے۔ اپنا لہجہ نرم رکھا جائے تاکہ وہ بھی بڑوں کے ساتھ ایسا ہی مظاہرہ کریں۔ انہیں سکھلایا جائے کہ وہ جب بڑوں کے ساتھ چلیں تو اُن سے آگے نہ چلیں۔ بڑوں کے ہمراہ ہوتے ہوئے اُن سے پہلے گھر میں داخل نہ ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے بڑوں کے ساتھ ادب، تعظیم اور عزت سے پیش آنے کی ترغیب دی ہے اور بڑوں کا یہ حق قرار دیا ہے کہ بچے اپنے سے بڑی عمر کے لوگوں کا احترام کریں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ليس منا من لم يوقر كبيرنا ويرحم صغيرنا۔ [29]

"جس نے اپنے بڑوں کی عزت نہ کی اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

اس حوالے سے آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا:

إن من إجلالِ الله إكرامَ ذي الشيبَةِ المسلمِ.[30]

"عمر رسیدہ مسلمان کی عزت کرنا اللہ تعالی کی تعظیم کا ہی ایک حصہ ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا أَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهِ إِلَّا قَيَّضَ اللَّهُ لَهُ مَنْ يُكْرِمُهُ عِنْدَ سِنِّهِ.[31]

"جو جوان کسی بوڑھے آدمی کی اس کی بزرگی کی وجہ سے عزت کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لیے ایک ایسے شخص کو مقرر فرمادیتا ہے جو بڑھاپے میں اس کی عزت کرتا ہے۔"

بچوں کو نماز پڑھنے کا طریقہ بھی سکھلانا چاہیے۔ سات سال کا بچہ سمجھ دار ہو جاتا ہے۔ اس عمر میں بچے کو نماز کی ترغیب دینی چاہیے۔ کیونکہ عبادات میں سے سب سے زیادہ نماز کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے۔ کلمہ توحید کے بعد اسلام کا رکن ثانی نماز ہی ہے۔ گھر میں چھوٹے بچے زیادہ والدہ کے زیر سایہ پرورش پاتے ہیں، والدہ ہی ان کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ اس لیے اچھی ماں کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی نماز ادا کرے اور چھوٹے بچوں کو بھی اپنے ساتھ نماز پڑھائے۔ لیکن سات سال کی عمر میں بچے کو نماز پڑھنے کی تلقین کرنی چاہیے۔ احادیث طیبہ میں اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ۔[32]

"اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دیں، دس سال کی عمر میں اُن کو نماز کی وجہ سے ماریں اور بستروں میں اُن کو الگ کر دیں۔"

آپ ﷺ نے اس حوالہ سے مزید ارشاد فرمایا:

عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ ابْنَ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرٍ۔[33]

"سات سال کی عمر میں بچے کو نماز سکھاؤ اور دس سال کی عمر میں نماز کی وجہ سے اُن کو مارو۔"

ابن قدامہؒ اس حوالہ سے لکھتے ہیں:

يَجِبُ عَلَى وَلِيِّ الصَّبِيِّ أَنْ يُعَلِّمَهُ الطَّهَارَةَ وَالصَّلَاةَ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ وَيَأْمُرَهُ بِهَا[34]

"بچے کے سرپرست پر لازم ہے کہ وہ سات سال کی عمر میں بچے کو طہارت اور نماز کا طریقہ سکھائے اور اس کو نماز پڑھنے کا حکم دے۔"

امام بغوی فرماتے ہیں:

وَأَمَرَ الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ ابْنَ سَبْعٍ حَتَّى يَعْتَادَ.[35]

"سات سال کی عمر میں بچے کو نماز پڑھنے کا حکم دینے میں حکمت یہ ہے کہ وہ نماز کا عادی بن جائے۔"

نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ اگر آپ ﷺ کے گھر کوئی بچہ مہمان بھی آجاتا تو آپ ﷺ اس سے بھی نماز سے متعلق پوچھتے تھے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أَمْسَى، فَقَالَ:" أَصَلَّى الْغُلَامُ؟" قَالُوا: نَعَمْ، " فَاضْطَجَعَ حَتَّى إِذَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ قَامَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ صَلَّى سَبْعًا أَوْ خَمْسًا أَوْتَرَ بِهِنَّ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ۔ [36]

"میں اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات گزاری، شام کے بعد نبی اکرم ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا بچے نے نماز پڑھ لی ہے ؟ لوگوں نے کہا جی ہا۔ آپ ﷺ لیٹ گئے حتی کہ جب اتنی رات گزر گئی جتنی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی تو آپ ﷺ اٹھے، وضو فرمایا پھر سات یا پانچ رکعت وتر نماز ادا فرمائی، آپ ﷺ نے صرف آخر میں سلام پھیرا۔"

اس پس منظر سے واضح ہوتا ہے کہ بچے جب سمجھ بوجھ رکھنا شروع ہو جائیں تو انہیں اپنے ساتھ نماز پڑھائیں۔ چھوٹی عمر میں اگر بچے نماز ادا کرنا شروع ہو جائیں گے تو بالغ ہونے تک اُن کی عادت بن جائے گی۔ اب وہ زندگی میں کبھی بھی نماز نہیں چھوڑیں گے۔ نماز کے لیے چونکہ وضو کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لیے والدہ جب وضو کرے تو اپنے بچوں کے سامنے کرے اور انہیں طریقہ سکھائے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہ وضو کے لیے پانی لے کر آئیں۔ میں نے آپ کی خدمت میں پانی حاضر کر دیا۔ آپ نے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا۔ اس کے بعد تین دفعہ کلی فرمائی اور تین دفعہ ناک میں پانی ڈالا۔ اس کے بعد آپ نے تین دفعہ منہ کو دھویا۔ پھر آپ نے دائیں ہاتھ کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر بائیں ہاتھ کو اسی طرح دھویا۔ پھر سر مبارک پر ایک دفعہ مسح فرمایا۔ اس کے بعد دائیں پاوں کو ٹخنوں تک تین مرتبہ دھویا۔ پھر اسی طرح بائیں پاوں کو دھویا۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر دوبارہ پانی لانے کا حکم دیا۔ میں وہ برتن حاضر کر دیا جس میں وضو کا پانی بچا ہوا تھا تو آپ نے کھڑے کھڑے ہی اس سے پانی پی لیا۔ میں حیران ہوا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: حیران نہ ہوں کیونکہ میں نے آپ کے نانا جان کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے جیسے آپ مجھے وضو کرتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ اسی طرح وضو فرماتے تھے اور وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیتے تھے۔ [37]

چھوٹے اور نابالغ بچوں پر جس طرح نماز فرض نہیں اسی اُن پر روزہ رکھنا بھی لازم نہیں ہے۔ لیکن اگر بچے میں روزہ رکھنے کی طاقت موجود ہو تو اسے روزہ رکھنے کی ترغیب ضرور دینی چاہیے۔ اس طریقے سے اس کی روزہ رکھنے کی مشق ہوتی رہے گی اور آہستہ آہستہ وہ روزہ رکھنے کا عادی بن جائے گا۔ لہذا جب وہ بالغ ہو گا تو اس کے لیے روزہ رکھنا بالکل آسان ہو گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بچپن میں ہی اپنے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھنے کا عادی بنا دیتے تھے۔ امام بخاری فرماتے ہیں:

وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِنَشْوَانٍ فِي رَمَضَانَ: وَيْلَكَ وَصِبْيَانُنَا صِيَامٌ فَضَرَبَهُ۔ [38]

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک نشی کو فرمایا کہ افسوس ہے تجھ پر کہ تو نے رمضان میں بھی نشہ کر رکھا ہے حالانکہ ہمارے بچے بھی روزہ رکھے ہوئے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر حد جاری فرمائی۔"

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ، مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلِيَصُمْ، قَالَتْ: فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ، وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا، وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ العِهْنِ، فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ، أَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ۔ [39]

"عاشورا کی صبح انصار کے محلوں میں نبی اکرم ﷺ نے پیغام بھیجا کہ جس نے صبح کھا پی لیا ہے وہ دن کا باقی حصہ روزہ دار کی طرح پورا کرے، اور جس نے روزہ رکھا ہے وہ روزہ پورا کرے، وہ فرماتی ہیں کہ بعد میں بھی ہم اس دن روزہ رکھتے اور اپنے بچوں سے بھی روزہ رکھواتے، ہم انہیں اون کے ایک کھلونے سے بہلائے رکھتے، جب کوئی بچہ کھانے کے لیے روتا تو ہم اسے وہی دے دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔"

اس پس منظر سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بچوں کو نہ صرف فرض روزہ رکھواتے تھے بلکہ نفلی روزہ کی بھی ان سے پابندی کرواتے تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَفِي الْحَدِيثِ حُجَّةٌ عَلَى مَشْرُوعِيَّةِ تَمْرِينِ الصِّبْيَانِ عَلَى الصِّيَامِ كَمَا تَقَدَّمَ لِأَنَّ مَنْ كَانَ فِي مِثْلِ السِّنِّ الَّذِي ذُكِرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَهُوَ غَيْرُ مُكَلَّفٍ. [40]

"اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مشق کے طور پر بچوں سے روزہ رکھوانا مشروع ہے جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں بچوں کی درج عمر ایسی ہے کہ اس میں وہ بچے غیر مکلف ہیں۔"

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ بچوں کو دس سال کی عمر میں روزے کا پابند بنایا جائے۔[41] والد چونکہ زیادہ وقت باہر ہی گزارتا ہے کیونکہ روزی کمانے کے لیے اس نے کام کرنا ہوتا ہے جبکہ والدہ گھر میں ہی ہوتی ہے۔ اس لیے زیادہ ذمہ داری والدہ پر عائد ہوتی ہے کہ وہ بچوں روزہ کی مشق کروائے۔ حج بھی ایک مذہبی فریضہ ہے لیکن یہ بچوں پر لازم نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی صاحب حیثیت اپنے ساتھ اپنے چھوٹے بچوں کو بھی حج کے لیے لے جاتے ہیں تو یہ بہت اچھا ہے کیونکہ اس سے بچوں کی مشق ہو جاتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ: " نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ۔ [42]

"ایک خاتون نے اپنے بچے کو اٹھایا اور عرض کی اے اللہ کے رسول کیا اس بچے کا حج ہو جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جی ہو جائے اور آپ کو اجر ملے گا۔"

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«حُجَّ بِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ. [43]

"مجھے نبی اکرم ﷺ کی ہمراہی میں حج کروایا گیا اس وقت میری عمر سات برس تھی۔"

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَقْبَلْتُ وَقَدْ نَاهَزْتُ الحُلُمَ، أَسِيرُ عَلَى أَتَانٍ لِي «وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي بِمِنًى» حَتَّى سِرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ الأَوَّلِ، ثُمَّ نَزَلْتُ عَنْهَا، فَرَتَعَتْ، فَصَفَفْتُ مَعَ النَّاسِ وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.[44]

"میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اس وقت میں جوان ہونے کے بالکل قریب تھا، نبی اکرم ﷺ منی میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے میں صف اول کے ایک حصہ سے آگے سے گزرا پھر سواری سے نیچے اتر گیا اور سواری کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور نبی اکرم ﷺ کے پیچھے لوگوں کے ساتھ صف میں شریک ہو گیا۔"

بچپن میں بچوں کی طرف سے ادا کیا جانے والا حج ادا تو ہو جائے گا لیکن اس کو فرض حج میں شمار نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ نفلی حج ہو گا۔ اگر بالغ ہونے کے بعد بچہ صاحب استطاعت ہو تا ہے تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ دوبارہ حج ادا کرے تا کہ اس کی طرف سے فرض ساقط ہو جائے۔ یہ روحانی اور اخلاقی تربیت اگرچہ والد اور والدہ دونوں کی ذمہ داری میں شامل ہے لیکن والد چونکہ اکثر کام کاج میں مصروف ہو تا ہے اس لیے اس کی زیادہ ذمہ داری والدہ پر ہی عائد ہوتی ہے۔ خواتین بچوں کی اس انداز میں تربیت اسی وقت کر سکیں گی جب وہ انہیں اس حوالہ سے خود معلومات ہوں۔ لہذا خواتین کے لیے ضروری ہے وہ اپنے بچوں کی اخلاقی و روحانی تربیت کے لیے ان چیزوں کو ذہن نشین کریں۔

خلاصہ بحث

دورانِ تربیت والدین کو چاہیے کہ اگر کسی بچے سے کوئی غلط کام صادر ہو جائے تو اسے ملامت نہ کی جائے اور نہ اسے کسی بُرے لقب سے نوازا جائے۔ اس کے غلط رویے پر تنقید ضرور کی جائے مگر اس کی عزتِ نفس ہر گز مجروح نہ کی جائے۔ اس کے لیے کسی مناسب موقع کا انتظار کر کے مجموعی طور پر اس بچے کا نام اور مخاطب کیے بغیر اس کوتاہی یا غلطی کی طرف اشارہ کرنا چاہیے۔ اس سے ایک تو غلطی کرنے والے کو خود احساس ہو جاتا ہے اور وہ اسے ترک کر دیتا ہے اور اسے یہ بھی محسوس نہیں ہو تا کہ یہ بات خاص طور پر اسے کہی جا رہی ہے۔ دوسرا باقی سب بچوں کو بھی تنبیہ ہو جاتی ہے۔

ہاں اگر انفرادی تنبیہ زیادہ بہتر ہو تو مثبت انداز میں تنہائی میں کر دینی چاہیے۔ جسمانی نشوونما کے بعد روحانی تربیت کا مقام ہے۔ روحانی تربیت اگرچہ اخلاقی حق ہے لیکن اس کا درجہ قانونی حق سے زیادہ ہے کیونکہ اسی تربیت سے وہ حقیقی طور پر انسان بن سکے گا اور اسی سے وہ معاشرے کا مفید فرد قرار پائے گا۔ زیر نظر مضمون اسی تربیت کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے لکھا گیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ الترمذی، الجامع، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی ادب الولد، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن، حدیث:1952، 1/532

2۔ بغوی، حسین بن مسعود، شرح السنۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2001م، 12/391

3۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الادب، باب بر الوالد والاحسان الی البنات، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2010ء، حدیث:3671، ص354

4۔ السیوطی، جلال الدین، الجامع الصغیر، دار فکر، بیروت، س ن، حدیث:311، 1/25

5۔ بیہقی، شعب الایمان، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن، حدیث:8649، 6/398

6۔ ابن السنی، عمل الیوم واللیلۃ، شرکۃ دار الارقم بن ابی الارقم للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، 1998ء، حدیث:423، ص254

7۔ سورۃ بنی اسرائیل:17/111

8۔ ابن السنی، عمل الیوم واللیلۃ، حدیث:424، ص254

9۔ نسائی، السنن، کتاب الطہارۃ، باب صفۃ الوضوء، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن، حدیث:95، 1/69

10۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاطعمۃ، باب التیمن فی الاکل وغیرہ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن، حدیث:5380، 2/314

11۔ النسائی، السنن الکبریٰ، حدیث:9321، 5/411

12۔ احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، محقق: شعیب الأرنؤوط، مؤسسۃ الرسالۃ 2001ء، حدیث:4886، 8/492

13۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الاطعمۃ، باب الاکل بالیمین، حدیث:3267، ص455

14۔ احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، حدیث:4886، 8/492

15۔ ایضاً، حدیث:8335، 14/79

16۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاشربۃ، باب الشرب بنفسین او ثلاثۃ، حدیث:5631، 2/455

17۔ الترمذی، الجامع، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی التنفس فی الاناء، حدیث:1885، 1/344

18۔ الترمذی، الجامع، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی کراہیۃ النفخ فی الشراب، حدیث:1887، 1/344

19۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاشربۃ، باب النہی التنفس فی الاناء، حدیث:5630، 2/455

20۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الاطعمۃ، باب فی غسل الید قبل الطعام، حدیث:3761، 2/211

21۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء فی الاکل متکئا، حدیث:3771، 2/214

22۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاطعمۃ، باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین، حدیث:5376، 2/377

23۔ الترمذی، الجامع، کتاب الاطعمۃ، باب ماجا فی کراہیۃ الاکل متکئا، حدیث:1830، 1/411

24۔ الترمذی، الجامع، أبواب الأشربة عن رسول الله صلی الله علیہ وسلم، باب ما جاء في النھي عن الشرب قائما، حدیث:1879، 4/300
25۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب النوم علی الشق الایمن، حدیث:6315، 2/454
26۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب وضع الید الیمنی تحت الخد الیمنی، حدیث:6314، 2/454
27۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب اذا عطس کیف یشمت، حدیث:6224، 2/433
28۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الادب، باب فی التحلق، حدیث:4825، 2/255
29۔ احمد بن حنبل، المسند، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2001ء، حدیث:6937، 2/207
30۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الادب، باب فی تنزیل الناس منازلھم، حدیث:4843، 2/366
31۔ الترمذی، الجامع، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی اجلال الکبیر، حدیث:2022، 1/466
32۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الصلوٰۃ، باب متی یومر الغلام بالصلوٰۃ، حدیث:495، 1/126
33۔ الترمذی، الجامع، ابواب السہو، باب ما جاء متی یومر الصبی الصلوٰۃ، حدیث:407، 1/111
34۔ ابن قدامہ، المغنی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1998م، 1/616
35۔ بغوی، شرح السنة، دار فکر، بیروت، 2011م، 2/406
36۔ ابو داؤد، السنن، ابواب قیام اللیل، باب فی صلوٰۃ اللیل، حدیث:1356، 1/312
37۔ نسائی، السنن، کتاب الطہارۃ، باب صفة الوضوء، حدیث:95، 1/69
38۔ البخاری، لجامع الصحیح، کتاب الصوم، باب صوم الصبیان، 1/432
39۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصوم، باب صوم الصبیان، حدیث:1960، 1/432
40۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2001م، 4/201
41۔ ابن قدامہ، المغنی، 3/153
42۔ القشیری، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب صحة حج الصبی واجر من حج بہ، حدیث:3254، 2/211
43۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب جزاء الصید، باب حج الصبیان، حدیث:1858، 1/411
44۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب جزاء الصید، باب حج الصبیان، حدیث:1857، 1/411